افسانہ ''کھیل'' کا تجزیاتی مطالعہ

محمد علی، ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو،
ایل، این، ایم، یو، دربھنگہ

ملخص

افسانہ ''کھیل'' خدیجہ مستور کا مشہور افسانہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ویسے خدیجہ مستور کا شمار بلند پایہ کے ناول نگاروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کا مشہور ناول ''آنگن'' جسے آدم جی ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔ خدیجہ مستور کا دوسرا ناول ''زمین'' شہرت کے بام عروج پا چکا ہے۔ اس مضمون میں خدیجہ مستور کا ایک اہم افسانہ ''کھیل'' کا تجزیاتی مطالعہ کرنا مقصد ہے۔ مستور کا پہلا افسانہ ''جوانی'' رسالہ ساقی کے شمارہ اپریل 1944ء میں منظر عام پر آیا۔ خدیجہ مستور کا پہلا افسانوی مجموعہ ''کھیل'' کے نام سے 1944ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعے میں کل گیارہ افسانے شامل ہیں جس کی تفصیل اس طرح سے ہے۔ کھیل، موہنی، پتنگ، اب تم جا سکتے ہو، دھکا، بگڑے گیسو، نہ جاو، معصوم، باندی کی عید، تین ملاقاتیں اور ہاتھ ہیں۔ دوسرا افسانوی مجموعہ ''بوچھار'' جو 1946ء میں شائع ہوا۔ اس میں بھی کل گیارہ افسانے شامل ہیں۔ تیسرا مجموعہ ''چند روز اور'' 1951ء میں منظر عام پر آیا۔ چوتھا افسانوی مجموعہ ''تھکے ہارے'' ادبی اُفق پر نمودار ہوا۔ پانچواں اور آخری افسانوی مجموعہ ''ٹھنڈا میٹھا پانی'' کے نام سے شائع ہوا۔

بطور افسانہ نگار خدیجہ مستور اپنے ہم عصروں میں الگ شناخت رکھتی ہیں۔ انہوں نے ان موضوعات پر اپنی قلم چلائی ہے جس سے ہمارا معاشرہ نا آشنا رہا ہے۔ پریم چند نے جس طرح ہر طبقات کو اپنے افسانوں میں جگہ دی ہے اسی طرز پر اگر خدیجہ مستور کی کہانیوں کا بہ غور مطالعہ کریں

تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی دلچسپی ہمیشہ سے متوسط طبقہ پر جا کر ٹھر جاتی ہے۔لیکن افسانہ ’’کھیل‘‘ کا مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کہانی کا اصل موضوع رومان پر مبنی ہے۔ یہ کہانی ایک متوسط خاندان کے زندگی سے لی گئی ہے۔مصنفہ کے کرداروں کی بات کریں تو اکثر کہانیوں میں مرکزی ہیروین یا کردار کوئی نوجوان لڑکی ہی ہوتی ہے۔افسانہ’’کھیل‘‘ میں بھی ایک نوجوان لڑکی کی محبت کا المیہ بیان کیا گیا ہے۔کہانی کی مرکزی کردار ہاشمہ جوایک یتیم ہےاور چچا کے حفظ وآمان میں اپنی زندگی گزارتی ہے۔وہیں کہانی میں دوسری کردار ہاشمہ کی چچازاد بہن نسرین ہے جس کا رشتہ ماموکےلڑکے شکیل سے طئے رہتی ہے۔شکیل اور نسرین اپنی شرارتوں سے ہاشمہ کے دلی جذبات سے کھیلنے لگتے ہیں۔شکیل ہاشمہ کو یہ احساس کرانے میں کامیاب ہوجاتا ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔اس طرح شکیل اورنسرین اس جھوٹی محبت کولیکر ہاشمہ کا مذاق بھی اُڑاتے ہیں۔ کہانی کا اقتباس ملاخط ہو:

’’وہ سوچ رہی تھی کہ کیا واقعی شکیل اسے چاہتا ہے،لیکن نسرین کا وجود اس کے خیال کو پختہ نہ ہونے دیتا تھا‘‘(مجموعہ،کھیل،ص،11)

وہیں شکیل کی باتیں ہاشمہ کواور بھی سوچنے پر مجبور کردیا کرتی تھی۔

’’کون کہتا ہے ہاشمہ کہ تم بدصورت ہو۔کاش کوئی میرے دل سے پوچھے، مجھے نسرین سے نفرت ہے۔ میں شادی سے انکار کردوں گا۔اس نے کہا شریرآنکھیں ناچ رہی تھیں اورلبوں پہ ایک فخریہ تبسم کھیل رہا تھا۔نسرین ہنسی روکے کوٹھے کی نیچی سی دیوار کے پاس کھڑی نیچے دیکھ رہی تھی۔اس نے ہاتھ سے بلانے کا اشارہ کیا اور پیچھے ہٹ گئی۔اُف مت رو ہاشمہ! میرا دل

ڈوبا جا رہا ہے، نہیں مانو گی۔ لو میں جاتا ہوں، خوب رونا اکیلے میں میری آنکھیں یہ اندوہ ناک منظر نہ دیکھ سکیں گی۔'' (مجموعہ، کھیل، ص، 12)

شکیل کے اس رویے نے ہاشمہ کے دل میں اس کے لیے محبت کے جذبات کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ اس معصوم صفت لڑکی کو کیا پتا کہ اس کے شاف وشفاف دل کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔ اس کھیل میں اسکی چچا زاد بہن بھی شامل ہے۔ ہاشمہ شکیل کے خیال میں بھی کھو جاتی ہے اور اسے رونا بھی آ جاتا ہے۔ کہانی کا اقتباس دیکھیں:

''ارے تم رو کیوں رہی ہو؟''
''آگ لگ گئی''
''کہاں؟'' وہ مسکرا رہا تھا
دنیا میں! اس نے اپنی بے چین آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈال دیں۔
لیکن تم اور تمہارا دالان تو بالکل محفوظ ہے۔ پھر آگ کیسی اور کہاں
''دل کی دنیا میں'' (مجموعہ، کھیل، ص، 14)

ہمارے مہذب معاشرے میں لڑکیوں کی زندگی آنگن کی چار دیواروں میں قید رہتی ہیں۔ انہیں ایسا موقعہ شاید ہی مل پاتا ہے کہ وہ اپنے دلی جذبات کا اظہار کسی کے سامنے کر سکے۔ وہیں مرد اپنے ہر جذبات کو وہ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو سب کے سامنے اظہار کر دیتا ہے۔ خدیجہ مستور نے ''کھیل'' افسانہ میں ہاشمہ جس کے سر پر ماں باپ کا بھی سایہ نہیں اس کے جذبات کو قاری کے سامنے لا کر ہمیں یہ تلقین کرنے کی کوشش کی ہے کہ کوئی بھی لڑکی ہو اس کے ساتھ اس طرح کھیل نہیں کھیلنا چاہئے۔ وہیں اس کہانی میں عورت کے اس جذبات کی عکاسی کی گئی ہے کہ عورت کے دل میں یہ خیال رہتا ہے کہ وہ کسی مرد کے نام سے اپنی پوری زندگی منسوب رکھے۔ اگر افسانہ کے

تعلق سے یہ کہا جائے کہ ہاشمہ کے ذریعہ تمام عورت کے باطنی وجود اور اضطراب کو ظاہر کیا گیا ہے تو اس میں کسی طرح کا انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ جب شکیل مذاقیہ انداز میں نسرین کے پاس ہاشمہ کی داستان کو پیش کرتا ہے تو ہاشمہ بھی اپنی محبت سے انکار کرتی ہوئی بولتی ہے کہ یہ سب ایک کھیل ہے۔ شکیل بھی یہی اعتراف کرتا ہے کہ وہ بھی ایک کھیل ہی کھیل رہا تھا۔ لیکن کہانی کے اختتام ایک دردناک واقعہ سے ہوتا ہے۔ ہاشمہ شکیل اور نسرین کی شادی کے بعد دِق کے جان لیوا بیماری میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اس دنیا کو خیر آباد کر کے چلی جاتی ہے۔ لیکن ہاشمہ مرنے سے پہلے اپنی محبت کا اظہار کر دیتی ہے۔ کہانی کا اقتباس دیکھیں کس طرح ہاشمہ کے ساتھ ایک اور کھیل ہوتا ہے:

> ''چچی نے آکر اس مُردے جسم پر چادر ڈال دی، اُف ہاشمہ کے محفوظ دالان میں موت کا فرشتہ بھی اپنا کھیل کھیل گیا۔'' (مجموعہ، کھیل، ص، 19)

افسانہ ''کھیل'' فن کے لحاظ سے اپنی معنویت کو کم نہیں ہونے دیتی ہے۔ اس افسانہ کا پلاٹ بالکل سادہ ہے کہیں پر پیچیدگی کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ اس کی زبان و بیان میں بھی سادگی و پُرکاری ہے۔ احساس جذبات میں کہیں بھی جنس کا عنصر نہیں ہے کیونکہ خدیجہ مستور اس خیال کو نہ کے برابر اپنی کہانیوں میں پیش کیا ہے۔ وہیں کھیل افسانہ میں نفسیات سے کام لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس طرح ہاشمہ اپنے جذبات کو مرنے سے پہلے ظاہر کرتی ہے۔ مصنفہ نے افسانے میں منظر کشی کو عمدہ طریقہ سے پیش کیا ہے۔ افسانہ کا یہ منظر بہت ہی لاجواب ہے۔ اقتباس ملاحظ ہو:

> ''ایک مختصر سا دالان، جس میں ایک پلنگ، دو کرسیاں، ایک چھوٹی سی میز قرینے سے لگی ہوئی تھی۔ میز پر ایک خوبصورت فریم رکھا ہوا تھا، جس میں اس کے والدین کی تصویر لگی ہوئی تھی، جنھیں وہ اکثر غور سے دیکھا کرتی، میز کے دوسری طرف چند کتابیں رکھی ہوئی تھیں جنھیں وہ زیادہ دل گھبرانے پر پڑھا کرتی۔'' (مجموعہ، کھیل، ص، 7)

منظر نگاری کے بعد ''کھیل'' افسانہ میں مکالمہ نگاری بھی عمدہ طور پر پیش کیا گیا ہے۔اس کی زبان سادہ سلیس معلوم پڑتی ہے۔اقتباس دیکھیں:

''رانی صاحبہ!

''فرمایئے!'' وہ گھبرا کر اُٹھ گئی

'' ملکہ عالیہ کے حضور میں کچھ عرض کر سکتا ہوں؟'' آخر شکیل تم ملکہ کہہ کر میری غربت کا مضحکہ کیوں اُڑاتے ہو؟

''ایں! یعنی کہ تم غریب ہو؟'' (مجموعہ، کھیل، ص،9)

خدیجہ مستور کا نام ان افسانہ نگاروں میں ہیں جو عورت کی نفسیات اور اس کے جذبات کی عکاسی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔انہوں نے بڑی چابکدستی سے اپنے نسوانی کرداروں سے کام لیا ہے۔کہیں بھی عورت کے باغیانہ تیور کو قاری کے سامنے نہیں لاتی ہیں۔ بلکہ ہندوستانی تہذیب کی ان عورتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کرنے میں کامیاب ہوئی ہیں جو محبت میں اظہار نہیں کرتی ہے اور خود کو فنا کر لیتی ہیں۔یہی ہاشمہ اپنے دلی جذبات کا اظہار شکیل کے سامنے تب کرتی ہے جب وہ اس دنیا سے رخصت ہونے والی ہے۔ ہاشمہ اپنی محبت میں یہ برداشت نہیں کر سکی کے اسی گھر میں نسرین کے ساتھ پوری زندگی شکیل کو دیکھ سکے۔شکیل اپنے کئے پر نادم ہو کر ہاشمہ سے معافی مانگتا ہے لیکن ہاشمہ اسے جواب اس طرح سے دیتی ہے:

''معافی کس بات کی شکیل! یہ دنیا ایک کھیل کا میدان ہے اور ہم سب کھلاڑی، کوئی ہارے، کوئی جیتے۔ میں ہاری تم جیتے۔اب میں جارہی ہوں، خدا معلوم کہاں۔ دنیا ہارنے والوں کی نہیں ہوتی'' اس کے لب کانپے، آواز مدھم پڑ گئی، پاگل آنکھوں پر مُردنی چھا رہی تھی۔'' (مجموعہ، کھیل، ص،18)